بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

شمارہ نمبر 19

ماہنامہ ضربِ حق سرگودھا

ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ
نومبر ۲۰۱۱ء

مدیر: سید محمد سبطین شاہ نقوی حفظہ اللہ



- شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر خاص دلائل
- اعمال کا دارومدار قبولیت پر ہے
- عقیدۂ ختمِ نبوت اور بریلویت
- جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت...
- ساتویں دن کے بعد عقیقہ کرنا، جائز ہے
- قربانی کے احکام ومسائل

جامعہ امام بخاری اھل حدیث مقام حیات سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزهق الباطل

ماہنامہ ضربِ حق

سرگودھا

مدیر

سید محمد سبطین شاہ نقوی

حفظہ اللہ

0300-9600128

جلد: 2 | ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ نومبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: 11

قیمت

فی شمارہ	سالانہ	پاکستان
20 روپے	200 روپے علاوہ محصول ڈاک	300 روپے مع محصول ڈاک

اس شمارے میں

برائے خط وکتابت

ماہنامہ ضربِ حق

جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث

مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ

عمر فاروق شاکر

0300-4608164

048-3715130

مقام اشاعت

جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا

خطبات

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر خاص دلائل

سید محمد سبطین شاہ نقوی

(صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل، خطیبانہ انداز میں)

[اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بدریو! تم جو مرضی کرو میں نے تمھارے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔]

آج کی گفتگو میں آپ کے سامنے عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عنوان پر خاص دلائل پیش کروں گا، جن میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

اور ان شاء اللہ کوئی شیعہ ورافضی ان دلائل کا انکار بھی نہیں کر سکے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ دلیل کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾ اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمھیں اس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ (آل عمران: ۱۰۳)

میں نے اس آیت سے استدلال کیوں کیا ہے کہ صحابہ تمام جنتی ہیں؟ اس وجہ سے کہ قرآن مجید سے جتنی مرضی آیات پڑھیں کہ صحابہ جنتی ہیں۔ رافضی کہتا ہے کہ یہ آیات آلِ رسول کے لئے ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے لئے ہیں۔ میں نے آیت وہ پڑھی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ وہ پہلے جہنم کے کنارے پر تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں بچایا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ایمان قبول کیا تو اس وقت یہ چھوٹے تھے۔ فطرت پر تھے، جہنم کے کنارے پر نہیں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہی اسلام پر ہوئی، تربیت نبوت کی گود میں ہوئی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا اسلام میں پیدا ہوئیں اور اسلام میں پروان چڑھیں، لہٰذا وہ کون لوگ تھے جو جہنم کے گڑھے کے کنارے پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں بچالیا؟ ماننا

پڑے گا کہ یہ آیت خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

جو شخص کہے: یہ آیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے تو اس سے پوچھو: کیا تم مانتے ہو کہ ﴿کُنْتُمْ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ﴾ کے مصداق علی رضی اللہ عنہ ہیں؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو تیرے نزدیک معصوم ہیں؟ انھیں علی شفا حُفرۃ من النار کیسے تسلیم کرتے ہو؟

بیعتِ رضوان

دوسری آیت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَصَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

بلا شبہ یقیناً ایمان والوں سے اللہ راضی ہو گیا، جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، پس اللہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے، پس اس نے ان پر سکینت نازل کر دی اور انھیں (بدلے میں) ایک قریب فتح عطا فرمائی۔ (الفتح:۱۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ اللہ ان کے دلوں کو جانتا ہے۔

دل دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔

جو کہتا ہے کہ انھوں نے اوپر اوپر سے کلمہ پڑھا ہے، وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔

ایک آدمی مجھے کہنے لگا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کس نے پڑھایا تھا؟ میں نے کہا: ابو طالب نے۔ وہ کہنے لگا: کیا وہ مسلمان نہیں تھا؟ میں نے کہا: ہمارا اس وقت اختلاف نہیں تھا۔ اختلاف اس وقت ہوا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اور اس نے نہیں مانا۔ کہنے لگا: اس نے اندر ہی اندر کلمہ پڑھا تھا، ظاہر نہیں کیا تھا۔

میں نے کہا: تجھے کیسے پتا چل گیا، جب اس نے ظاہر ہی نہیں کیا تو تجھے کیسے پتا چلا؟

اندر والی بات کون جانتا ہے؟

﴿فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَصَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

پس ان کے دلوں میں جو ہے وہ (اللہ) اسے جانتا ہے، پس ان پر سکینت نازل کردی اور انھیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔ (الفتح:۱۸)

لوگو! صحابہ سے پیار کرو، محبت کرو۔ اہلِ بیت سے محبت کرو، آلِ رسول سے پیار کرو۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں سے محبت کرو، نبی ﷺ کے گھرانے سے محبت کرو۔ ہمارا تو عقیدہ ہے، نبی اکرم ﷺ کے گھر کی مٹی بھی جنت ہے۔

((مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ .))

میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(صحیح بخاری:۱۱۹۶، صحیح مسلم:۱۳۹۱، ترقیم دارالسلام:۳۳۷۰)

اس بیعت (بیعتِ رضوان) میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود نہیں تھیں، اس بیعت میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما موجود نہیں تھے، پھر وہ کون مومنین ہیں جن سے اللہ راضی ہوگیا؟

ماننا پڑے گا کہ وہ نبی کے صحابی ہیں۔ لوگو! صحابہ سے پیار کرو، صحابہ سے محبت کرو، آلِ رسول سے محبت کرو، اہلِ بیت سے محبت کرو۔

تیسرا مقام: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ○ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ﴾

اور تمھاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے، پس ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو۔ جب تم کہنے لگے مسلمانوں سے: کیا تمھارے لئے کافی نہیں کہ تمھاری مدد کے لئے بھیجے رب تمھارا تین ہزار فرشتے، آسمان سے اترنے والے۔ البتہ اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمھارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر۔

(آل عمران:۱۲۳۔۱۲۵)

(اے شیعو!) جن صحابہ رضی اللہ عنہم پر تم جرح کرتے ہو، وہ صحابہ بدری ہیں اور بدر والوں

کے متعلق اللہ کا اعلان ہے: جو مرضی کرو، میں نے تمھارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے پوچھا: آپ ﷺ کے افضل ترین صحابہ کون سے ہیں؟

نبی ﷺ نے جواب دیا: جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: پھر ہم میں بھی افضل ترین فرشتے وہ ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب شهود الملائكة بدرًا :۳۹۹۲)

غزوہ بدر کا ذکر قرآن میں ہے، لہٰذا مجھے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام گنوا دو، اپنی کتابوں سے ہی گنوا دو۔

میرا حسن رضی اللہ عنہ بھی بدری نہیں، میرا حسین رضی اللہ عنہ بھی بدری نہیں۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بدری ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں۔

تمھارے نزدیک تو صرف ایک ہی بدری ہیں یعنی علی رضی اللہ عنہ بدری ہیں۔!

میرا عقیدہ ہے: جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ بدری ہیں، اسی طرح سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بدری ہیں اور اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی بدری ہیں۔

بدری صحابیوں رضی اللہ عنہم کی تمام غلطیاں اللہ نے معاف کر دی ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہم) کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا: جب تم لوگ روضہ خاخ (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچ جاؤ، تو وہاں ایک بوڑھی عورت تمھیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہوگا، تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔

ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں، لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمھارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا، اور ہم وہ خط رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، اس کا مضمون یہ تھا: حاطب بن ابی بلتعہ (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف۔ اس میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض رازوں کی خبر دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کر لیا تھا، ان سے میرا رشتہ ناطہ کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں، ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت و حمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے، اس لئے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا: حاطب نے سچ کہا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے، میں اس منافق کا سر اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں اور تمھیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدینِ بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا ہے، اور وہ خود ہی فرما چکا ہے کہ ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ﴾ تم جو چاہو کرو میں تمھیں معاف کر چکا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شهد بدرًا: ۳۹۸۳)

جاسوسی کی سزا آج بھی قتل ہے۔ نبی ﷺ نے جاسوس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

(سنن ابی داود: ۲۶۵۳، وسندہ صحیح واصلہ عند البخاری: ۳۰۵۱)

لیکن نبی پاک ﷺ نے حاطب کے متعلق فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تجھے نہیں پتا یہ بدری ہے؟ اور بدریوں کے متعلق اللہ نے فرمایا: ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ﴾ بدریو! جو مرضی کرو میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے۔

بدری جو مرضی کریں، وہ جنتی ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ جو مرضی کریں وہ جنتی ہیں۔

تُو کہتا ہے: باغ فدک نہیں دیا تھا، مَیں کہتا ہوں: ﴿ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ﴾
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ باغ دیں یا نہ دیں وہ جنتی ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو مرضی کریں وہ جنتی ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ جو مرضی کریں جنتی ہیں

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق تو نبی ﷺ نے نام لے کر کہا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ) آج کے بعد جو مرضی عمل کرو، اللہ نے تمھارے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا اعلان کیا، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار رسول اللہ ﷺ کی گود میں ڈال دیئے۔ آپ ﷺ ان درہموں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور ساتھ یہ فرما رہے تھے: ((مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ .))
آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے، اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

(سنن ترمذی: ۳۷۰۱، وقال: " حسن غریب من ھذا الوجہ ")

قرآن نے کن شہداء کا ذکر کیا؟

قرآن نے کن شہداء کو مردہ کہنے سے منع کیا ہے؟ وہ شہداء نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو نبی ﷺ کی زندگی میں شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے، آل اولاد میں سے شہید آپ ﷺ کی زندگی کے بعد ہوئے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد ہوئے ہیں۔ جن شہداء کا ذکر قرآن میں ہے وہ شہداء نبی ﷺ کے صحابہ ہیں۔

میدانِ کربلا کی شہادتیں بہت بعد میں ہیں۔

آپ کی آل اولاد: اہلِ بیت میں سے جو شہید ہوئے ہیں وہ آپ کی زندگی کے بعد شہید ہوئے ہیں۔

جن شہداء کا ذکر قرآن پاک میں ہے، جس جہاد کا ذکر قرآن پاک میں ہے، جس ہجرت کا ذکر قرآن میں ہے، جس تہجد کا ذکر قرآن میں ہے، جس رکوع اور سجود کا ذکر قرآن

پاک میں ہے۔تقویٰ، صداقت، امانت اور حزب اللہ، ہدایت یافتہ ، کامیاب و کامران ، قرآن میں جتنی بھی صفات ہیں وہ سب آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی ہیں۔

اسلام کی فوجیں

صحابہ کرام اسلام کی فوجیں ہیں۔آج بعض لوگ (یعنی روافض) کہتے ہیں: نبی ﷺ کے صرف تین صحابی (صحیح مسلمان) تھے باقی سب نے اوپر سے کلمہ پڑھا تھا۔!

میں کہتا ہوں: قرآن تو نبی کے صحابہ کا ذکر فوجوں کی صورت میں بیان کرتا ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○ ﴾

جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ، اور تو نے دیکھا لیا لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے دین میں غول کے غول۔ تو پاکی بول (تسبیح بیان کر) اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اور استغفار کر اس سے، بے شک وہ معاف فرمانے والا ہے۔ (النصر:۱۔۳)

قرآن کہتا ہے: اسلام میں فوج در فوج داخل ہوئے ہیں اور تو کہتا ہے: وہ تین تھے۔!

بتا تیری مانوں یا کہ قرآن کی مانوں؟! ہم صحابہ کرام سے محبت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے محبوب تھے اور اللہ ان سے راضی تھا۔

علی رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہیں

اہلِ حدیث کا عقیدہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہماری آنکھوں کا سکون ہیں۔

عَنْ سَهْلٍ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ : ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ .)) فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى؟ فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ

فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيٌّ ؟))

فَقِيلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَ دَعَا لَهُ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَ جَعٌ ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ: أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا ؟

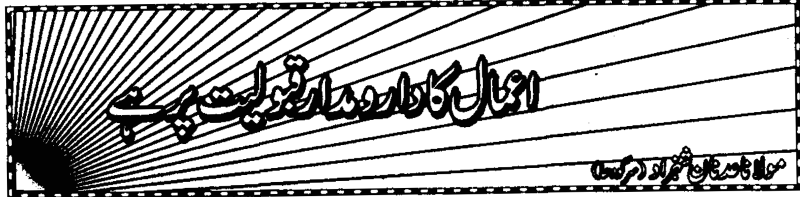
فَقَالَ : ((انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ ، وَ أَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ ، فَوَاللّٰهِ ! لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ .))

سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا: کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی ، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول بھی محبت رکھتے ہیں۔ رات بھر سب صحابہ کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھئے کسے جھنڈا ملتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو ہر شخص امیدوار تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ اور اس سے انھیں صحت ہوگئی، کسی قسم کی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کو جھنڈا عطا فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑوں جب تک یہ ہمارے ہی جیسے یعنی مسلمان نہ ہو جائیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ہدایت فرمائی: یوں ہی چلے جاؤ۔ جب ان کی سرحد میں اترو تو انھیں اسلام کی دعوت دینا اور انھیں بتانا کہ (اسلام کے ناطے) ان پر کون کون سے کام ضروری ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمھارے ذریعے سے اللہ ایک شخص کو بھی مسلمان کر دے تو یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری، كتاب الجهاد ، باب فضل من اسلم :۳۰۰۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو مرضی کریں وہ جنتی ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔ و آخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين.



ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ اور جب ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) بیت اللہ کی بنیادیں اٹھاتے جارہے تھے (اور کہہ رہے تھے:) اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما، یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ (البقرۃ:۱۲۷)

جب سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی بنیادوں کو اٹھایا تو سیدنا اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے، یہاں تک کہ جب (کعبہ کی) عمارت بلند ہوگئی تو اسماعیل علیہ السلام یہ پتھر (مقامِ ابراہیم) لائے اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کے لئے رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے اور تعمیر کرنے لگے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر پکڑانے لگے اور دونوں کہہ رہے تھے: ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما، یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

(راوی نے کہا:) پھر دونوں عمارت بناتے جارہے تھے، یہاں تک کہ بیت اللہ کے گرد گھومے اور کہہ رہے تھے: ﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما، یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب أحادیث الانبیاء:۳۳۶۴)

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ صرف اعمال کو بجالانا ہی کافی نہیں (خواہ عمل بڑا ہو یا چھوٹا) بلکہ اعمال کو مقبول بنانا ہی اصل معیار اور ضروری ہے۔ اسی طرح سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ انھوں نے ایک عمل یعنی نذر مانی اور پھر اس کی قبولیت کی دعا بھی کی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ

﴿نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ج اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

جب عمران کی بیوی نے کہا: اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، میں نے اسے تیرے نام پر آزاد کرنے کی نذر مانی ہے۔ تُو میری طرف سے قبول فرما، یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ (آل عمران: ۳۵)

اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ اعمال کر لینا ہی کافی نہیں (عمل خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو) بلکہ اعمال کی قبولیت اصل معیار ہے۔

اذان ایک عمل ہے، قبول ہو جائے تو جنت ہے

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((المؤذنون أطول الناس أعناقًا يوم القيامة .)) قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں سب لوگوں سے لمبی ہوں گی۔ (صحیح مسلم: ۳۸۷، دارالسلام: ۸۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے: موذن کی آواز جتنی دور تک پہنچتی ہے اتنی (زیادہ) اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر خشک وتر (چیز) اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔

(سنن ابی داود: ۵۱۵ وسندہ حسن، سنن ابن ماجہ: ۷۲۴)

صبر کرنا ایک عمل ہے، قبول ہو جائے تو اس کی جزا جنت ہے

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: يقول الله سبحانه: ابن آدم إن صبرت واحتسبت عند الصدمة الأولى لم أرض لك ثوابًا دون الجنة .

اللہ سبحانہ نے فرمایا: (اے) ابن آدم اگر تو پہلے صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے (تو) میں تجھے سوائے جنت کے کوئی اور بدلہ دینا پسند نہیں کروں گا۔

ایسے اعمال جو قبولیت کا ذریعہ ہیں

۱۔۲) عقیدے کا درست ہونا اور اخلاص:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فإن الله حرّم علی النّار من قال : لا إله إلا الله، یبتغي بذلك وجه الله .)) بے شک اللہ نے اس شخص پر (جہنم کی) آگ حرام کر دی ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہے، اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو۔

(صحیح بخاری: ۴۲۵، صحیح مسلم: ۳۳، دارالسلام: ۱۴۹۶)

اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر ہمارے کلمہ پڑھنے میں اخلاص ہوگا تو یہ کلمہ جنت میں لے جانے کا باعث اور جہنم کی آگ سے بچنے کا سبب ہوگا۔ اس طرح دیگر اعمال نماز، زکوۃ، روزہ، حج، حقوق العباد وغیرہ میں اخلاص ہوگا تو یہ اعمال بھی قبولیت کا ذریعہ ہوں گے اور جنت میں داخلہ نصیب ہوگا اور اگر ان اعمال میں اخلاص نہ ہوا، بلکہ اس میں ملاوٹ (شرک، ریاکاری وغیرہ کی) ہوئی تو جنت کی بجائے یہ اعمال ہی جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن جائیں گے، جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

((قال الله تبارك وتعالیٰ: أنا أغنی الشرکاء عن الشرك، من عمل عملاً أشرك فیه معي غیري ترکته و شِرکه.)) و في روایةٍ ((فأنا منه بريء هو للذي عمله.))

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں شرکاء کے شرک سے پاک ہوں۔ جو شخص بھی کوئی (شرکیہ) عمل کرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے (تو) میں اس کو اور اس کے شرک کو مسترد کر دیتا ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں اور اس نے جو عمل کیا جس کے لئے، وہ اسی کے لئے ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۹۸۵، دارالسلام: ۷۴۷۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں میں سب سے پہلے قیامت کے دن جس کے خلاف فیصلہ ہوگا وہ (بظاہر) شہید

آدمی ہوگا۔ اسے لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا تو وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا عمل کیا؟ وہ (جواب میں) کہے گا: میں نے تیری راہ میں قتال کیا، یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے بہادر کہلوانے کے لئے قتال کیا، پس یقیناً (تجھے بہادر) کہا گیا، پھر اس کے متعلق (فرشتوں کو) حکم دیا جائے گا اور اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک آدمی وہ لایا جائے گا جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے نعمتوں کی پہچان کروائے گا تو وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا عمل کیا؟ وہ (جواب میں) کہے گا: میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، لیکن تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے پس تجھے (عالم وقاری) کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق (فرشتوں کو) حکم دیا جائے گا اور اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، اور ایک ایسا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ نے (دنیا میں) وسعت اور ہر طرح کی دولت سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کروائے گا تو وہ ان نعمتوں کو پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے کیا عمل کیا؟ وہ (جواب میں) کہے گا: میں نے تیرے ہر ایسے راستے میں خرچ کیا جس میں تو خرچ کئے جانے کو پسند کرتا تھا۔ (تو) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے صرف اس لئے مال خرچ کیا تا کہ یہ بات کہی جائے: یہ سخی ہے، پس (تجھے سخی) کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق (فرشتوں کو) حکم دیا جائے گا اور اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم: ۱۹۰۵، دارالسلام: ۴۹۲۳)

شہادت، علم کا سیکھنا سکھانا، قرآن پڑھنا پڑھانا اور اللہ کے راستے میں صدقہ خیرات کرنا، یہ کتنے بڑے بڑے اعمال ہیں، لیکن اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے قبولیت کی بجائے

آگ میں جانے کا سبب بن گئے۔ اگر چھوٹا سا عمل ہو اور اس میں اخلاص ہو، خواہ دو رکعتیں ہی کیوں نہ ہوں اگر قبول ہو جائیں تو جنت میں جانے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ((ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلي رکعتین، مقبل علیھما بقلبه و وجھه إلا و جبت له الجنة .))
جو مسلمان بھی وضو کرتا ہے اور عمدہ وضو کرتا ہے، پھر کھڑا ہو کر دو رکعت (اس طرح) ادا کرتا ہے کہ اپنے دل اور چہرے کے ساتھ (مکمل طور پر) متوجہ رہتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۴، دارالسلام: ۵۵۳)

۳) اعمال کا سنت کے مطابق ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾
اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔ (محمد: ۳۳)

اعمال چھوٹے ہوں یا بڑے، اگر وہ اسوۂ حسنہ کے مطابق اور اس کی رہنمائی میں ہوں گے تو وہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوں گے ورنہ نہیں۔

اس کی وضاحت نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ہوتی ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، پھر ایک آدمی داخل ہوا تو اس نے نماز پڑھی، پھر اس نے نبی ﷺ کو سلام کہا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ((ارجع فصل فإنك لم تصل .)) تو واپس جا کر نماز (دوبارہ) پڑھ، یقیناً تو نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ دوبارہ گیا (اور) نماز پہلے کی طرح پڑھنے لگا، پھر آیا، نبی ﷺ کو سلام کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جا پھر نماز پڑھ، یقیناً تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (اس نے یہ نماز تین مرتبہ پڑھی) پھر اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں اس سے اچھا (عمل) نہیں کر سکتا، لہٰذا آپ مجھے (نماز) سکھا دیجئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر (اللہ اکبر) کہہ پھر جو تیرے نزدیک قرآن میں سے آسان ہے وہ

پڑھ، پھر رکوع کر یہاں تک کہ تو اطمینان سے رکوع کرے۔ پھر رکوع سے (سر) اٹھا یہاں تک کہ تو برابر کھڑا ہو جائے، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تو سجدہ میں مطمئن ہو جائے۔ پھر (سجدہ سے سر) اٹھا (کر بیٹھ) یہاں تک کہ تو بیٹھنے کی حالت میں مطمئن ہو جائے اور تُو یہ کام اپنی پوری نماز میں کر۔ (صحیح بخاری: ۷۵۷)

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس شخص نے اپنے طریقے سے تین مرتبہ نماز پڑھی اور تینوں مرتبہ اس کی نماز (قبول) نہ ہوئی، یہاں تک کہ اس نے نبی علیہ السلام کے طریقے کی طرف رجوع کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے طریقے سے ہٹی ہوئی نماز کی قبولیت کی نفی بیان فرما دی۔

اسی طرح سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جو رکوع اور سجدے کو مکمل نہیں کر رہا تھا (تو) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تو (اسی حالت میں) مرجاتا (تو) تُو اس دین جس پر اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، اس کے علاوہ دین پر مرتا۔ (صحیح بخاری: ۷۹۱)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی ثابت ہوا کہ کامل نماز ہی قبول ہوگی اور کامل نماز وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ہے۔

۴) تقویٰ:

تقویٰ پرہیزگاری ایک بنیادی عمل ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بے شمار آیات میں حکم دیا ہے اور نبی مکرم علیہ السلام کے صحابہ کا امتحان بھی تقویٰ پر لیا اور اس میں کامیاب ہونے پر ان کو مغفرت اور اجرِ عظیم جیسے انعامات سے نوازا، اور یہ تقویٰ دل کی ایسی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے نیک اعمال صادر ہوں اور برے اعمال سے نفرت پیدا ہو جائے، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعمال کو قبول کرنے کے لئے چہروں اور اموال کو بنیاد نہیں بنایا، بلکہ دلوں کو بنایا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

((إن اللّٰه لا ینظر الٰی أجسادکم ولا إلٰی صورکم ولکن ینظر إلٰی قلوبکم

[و زاد في رواية : و أعمالكم])) بے شک اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں کو اور نہ تمھاری صورتوں کو ہی دیکھتا ہے، بلکہ وہ تمھارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

(صحیح مسلم: ۲۵۶۴، دارالسلام: ۶۵۴۲_۶۵۴۳)

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دلوں کو درست کریں، ان میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیدا کریں، کیونکہ اعمال کی قبولیت میں یہ ایک معیاری اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن کریم میں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا ذکر ہے کہ انھوں نے قربانی کی، لیکن ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی رد کر دی گئی۔ جس کی قربانی قبول ہوئی اس میں قبولیت کا معیار صرف تقویٰ تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ اور آپ ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کی خبر پڑھیں جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی (تو) اس (دوسرے) نے کہا: میں ضرور ہی تجھے قتل کروں گا (پھر) اس (پہلے) نے کہا: اللہ تعالیٰ (قربانی) صرف تقویٰ اختیار کرنے والوں سے قبول کرتا ہے۔ (المائدۃ: ۲۷)

ایسے گناہ جو اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں

آخر میں چند ایسے گناہوں کا ذکر ہے جو بارگاہِ الٰہی میں اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ کا سبب ہیں: (۱) کفر (۲) شرک (۳) ریاکاری (۴) خلافِ سنت اعمال (۵) حرام کھانا (۶) صدقہ کرنے کے بعد ایذا دینا یا احسان جتلانا۔

(۷) جو شخص عراف (گم شدہ چیز یا چوری کا پتا بتانے والے شخص) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

(۸) فرض جماعت کے ہوتے ہوئے (سنن ونوافل) قبول نہیں ہوتے۔

(۹) شراب نوشی کرنے کی وجہ سے چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۱۰) اپنے شوہر کی نافرمانی کرنے والی عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ نافرمانی سے باز آجائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے عقیدے کی اصلاح کرنے اور اپنے دل میں اخلاص اور تقویٰ پیدا کرنے اور اعمال کو سنت کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے کاموں سے بچنے کی بھی توفیق دے جو نیک اعمال کی قبولیت میں رکاوٹ ہیں۔ (آمین)

ابوعبداللہ شعیب محمد (سیالکوٹ)



عقیدۂ ختمِ نبوت اور بریلویت

۱) مرزا غلام احمد قادیانی (کذاب) نے لکھا ہے:

"یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدیؐ مع نبوت محمدیہؐ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کذاب کا ایک جھوٹا دعویٰ یہ بھی تھا کہ نبی ﷺ کے تمام کمالات اس کذاب و دجال میں متجلی و منعکس ہیں۔ (نعوذ باللہ)

چونکہ تمام کمالات میں نبوت بھی شامل ہے، لہٰذا اسے کوئی ایسا انسان نہ سمجھا جائے جس نے الگ سے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہو بلکہ اس کو بروزی نبی تصور کیا جائے۔

فرقہ بریلویہ کا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے یہی عقیدہ

انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت" احمد رضا خان قادری کا مرزا قادیانی کے لئے تو نہیں مگر شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے ایسا ہی عقیدہ تھا، چنانچہ احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے: "حضور پر نور سیدنا غوث اعظم، حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں.... تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے...." (السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ ص ۹۷، شبیر برادرز لاہور)

پتا چلا کہ جس طرح مرزا قادیانی کا اپنے متعلق کفریہ دعویٰ یہ تھا کہ نبی ﷺ اپنی تمام صفات کے ساتھ اس میں متجلی و منعکس ہیں، اسی طرح احمد رضا خان بریلوی کا یہی جھوٹا و کفریہ دعویٰ شیخ عبدالقادر جیلانی سے متعلق تھا کہ نبی ﷺ اپنی تمام صفات کے ساتھ شیخ

عبدالقادر جیلانی میں متجلی ہیں اور یہ تمام صفات ان تمام جمال، جلال، کمال اور افضال کے ساتھ ہیں جو نبی ﷺ کو حاصل تھیں۔

ہوسکتا ہے کہ اس پر کوئی یہ فضول اور بے سروپا تاویل کرنے کی کوشش کرے کہ مرزا قادیانی نے تو یہ جھوٹا دعویٰ اپنے متعلق کیا تھا، جبکہ احمد رضا خان صاحب نے یہ دعویٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے کیا ہے، تو عرض ہے کہ جو بات مرزا کے لئے کفر تھی وہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے ماننا کس طرح عین تعظیمِ رسالت ہوگئی؟ جس طرح مرزا کو نبی یا نبی ﷺ کی صفات کا عکس اور اس میں متجلی ماننا کفر ہے، اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کو نبی ماننا یا نبی ﷺ کی جمیع صفات کا عکس اور ان میں متجلی ماننا بھی عین کفر ہے۔

تنبیہ: بریلویوں کے غوث الاسلام پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے لکھا ہے:

"....صدیق اکبرؓ....عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ....اور عثمانؓ....اور علی مرتضےٰؓ....اور سیدا شباب الجنۃ حسنینؓ....جن کا مجموعہ بعینہ جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئینہ تھا...." (سیفِ چشتیائی ص ۱۵)

ملاحظہ فرمائیں کہ بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے نزدیک تو ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر اور افضل الخلق بعد الانبیاء صحابہ کرام کا مجموعہ بھی نبی ﷺ کے جمال باکمال کا ہی آئینہ بن سکا، جبکہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی کی اکیلی ذات، نبی ﷺ کی تمام صفات صرف مع جمال ہی نہیں بلکہ تمام جلال وکمال اور افضال کا بھی تجلی خانہ وآئینہ قرار پائی۔

إنا لله و إنا إليه راجعون.

۲) بریلویوں کے محقق العصر مفتی محمد خان قادری نے لکھا ہے:

"اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے۔ کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی نبی نہیں آسکتا۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے۔ اور یہ کہے اور مانے کہ آپ کے بعد نیا نبی آسکتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔"

(مجلہ انوار رضا، تاجدار بریلی نمبر ۲۰۰۳ء ص ۶۹)

اس عبارت سے دو باتیں ظاہر ہیں:

۱: نبی ﷺ کو آخری نبی ماننا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔

۲: نبی ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی یا بروزی نبی ہرگز نہیں آسکتا اور جو اس کے خلاف ایسا عقیدہ رکھے یا کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے مقام کو مرتبہ نبوت کا ظل یا بروز مانے یعنی ظلی یا بروزی نبی مانے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

فرقہ بریلویہ کا شیخ عبدالقادر جیلانی کو ظلی نبی ماننا

اب بریلویوں کے ''اعلیٰ حضرت'' کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے:

''یہ قول کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے اگر چہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز اطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفعیہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظل مرتبہ نبوت ہے۔'' (عرفان شریعت ص ۸۴، اکبر بک سیلرز لاہور)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی کا مقام، مرتبہ نبوت کا ظل ہے۔ ایک ہے مرتبہ نبوت اور ایک ہے ظل مرتبہ نبوت، جو مرتبہ نبوت پر فائز ہو وہ نبی کہلاتا ہے اور جو ظل مرتبہ نبوت کے مقام پر ہو وہ ظلی نبی ٹھہرا۔ گویا بریلویوں کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی ظلی نبی تھے۔

إنا لله و إنا إليه راجعون.

کسی کو بھی نبی ﷺ کے بعد نبی ماننا ہی کفر اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا عقیدہ نہیں بلکہ جو کوئی کسی کو ظلی نبی مانے یا اس درجہ و مقام پر سمجھے وہ بھی ختم نبوت کا انکاری اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس بات کا اقرار خود بریلوی محققین کو بھی ہے جیسا کہ مفتی محمد خان قادری صاحب کے حوالے سے گزر چکا ہے، مگر افسوس کہ اپنے ہی ''اعلیٰ حضرت''

اسی کفریہ اور دائرہ اسلام سے خارج کر دینے والے عقیدے کے حامل نکلے۔!

بریلویوں کے نئے نئے نبی

۳) بریلویوں کے ثقہ و مستند پیر و مرشد خواجہ غلام فرید چشتی نے کہا:

''حضرت قبلہ عالم مہاروی بھی اتقاء میں یگانۂ روزگار تھے۔ جس طرح ایک نبی مرسل صاحب مذہب ہوتا ہے۔ آپ بھی نبی مرسل کی طرح مبعوث کیے گئے تھے۔''

(اشارات فریدی ترجمہ مقابیس المجالس ص ۸۷۱۔۸۷۲)

شیخ اور پیر کے نام کا کلمہ

۴) خواجہ غلام فرید چشتی نے کہا: ''حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت شیخ کے تمام مریدین برگزیدہ تھے اور محبت شیخ میں اس قدر محو تھے کہ کلمہ طیبہ میں ''محمد رسول اللہ'' حضرت شیخ کے ڈر سے کہتے تھے ورنہ ان کا جی یہ چاہتا تھا کہ شیخ کے نام کا کلمہ پڑھیں۔''

(اشارات فریدی ترجمہ مقابیس المجالس ص ۶۷۱)

اپنے تسلیم شدہ اکابرین کا تذکرہ کرتے ہوئے مشہور بریلوی عالم و محقق عبدالحکیم شرف قادری نے لکھا ہے: ''بحر معرفت حضرت خواجہ غلام فرید فاروقی چشتی قدس سرہ (چاچڑاں شریف)'' (تذکرۂ اکابر اہلسنت: ص ۳۲۱)

نیز عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے ''اشارات فریدی'' (ترجمہ مقابیس المجالس) کو بھی خواجہ غلام فرید چشتی کے ملفوظات تسلیم کر رکھا ہے۔ (دیکھئے تذکرۂ اکابر اہلسنت ص ۳۲۴)

بریلویوں کے شیخ الحدیث والتفسیر فیض احمد اویسی نے بھی ''اشارات فریدی'' (ترجمہ مقابیس المجالس) کو خواجہ غلام فرید چشتی کے ملفوظات تسلیم کر رکھا ہے۔

(دیکھئے التذکار السعید ص ۶۴۔۶۵ بحوالہ حاشیہ تذکرۂ اکابر اہلسنت ص ۳۲۴)

بریلویوں کے پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی نے لکھا ہے: ''وابستگانِ سلسلہ چشتیہ کے

نزدیک بالعموم اور بصیر پوری و سیالوی صاحب کے نزدیک بالخصوص مستند و حجت کتاب مقابیس المجالس'' (لطمۃ الغیب ص ۲۱۰)

بریلوی مناظر حنیف قریشی کے معاون مناظر امتیاز حسین کاظمی نے لکھا ہے:

''چراغ گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید نصیر الدین نصیر شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ''

(روئیداد مناظرہ، گستاخ کون؟ ص ۴۳)

'مقابیس المجالس' کو مستند و حجت ماننے والے بریلویوں کے ''حضرت قبلہ پیر'' نصیر الدین نصیر گولڑوی کے مزید تعارف کے لئے دیکھئے تذکرۂ اکابر اہلسنت (ص ۳۵۱)

بریلویوں کے تسلیم و توثیق شدہ نئے کلمے

۵) کوئی یہ نہ سمجھے کہ نیا کلمہ پڑھوانے کی کسر رہ گئی ہے، لہٰذا بریلویوں کی مصدقہ و تسلیم شدہ کتب سے ان کے ایجاد و توثیق کردہ نئے کلمے پیشِ خدمت ہیں:

ا۔ <u>شبلی رسول اللہ (نعوذ باللہ)</u>

① بریلویوں کے سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نے کہا:

''ایک شخص شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں آپ کا مرید ہوتا ہوں .... (حضرت شیخ) شبلیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو کلمۂ طیبہ کس طرح پڑھتا ہے۔ مرید نے جواب دیا کہ میں اس طرح پڑھتا ہوں۔ لا الٰہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی بولے اس طرح پڑھ لا الٰہ الااللہ شبلی رسول اللہ مرید نے فوراً اسی طرح پڑھ دیا۔ اس کے بعد شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شبلی آنحضرت ﷺ کے ادنیٰ چاکروں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے رسول تو وہی ہیں میں تو تیرے اعتقاد کا امتحان کر رہا تھا''

(فوائد الفواد، پانچویں جلد آٹھویں مجلس ص ۳۹۹، اکبر بک سیلرز لاہور)

احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے: ''حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظاتِ کریمہ فوائد الفواد شریف کہ حضور کے مرید رشید حضرت میر حسن علا سنجری قدس سرہ کے جمع کئے ہوئے ہیں ان

میں بھی حضور کا صاف ارشاد مذکور ہے....'' (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۵۶۴)

ایک اور جگہ احمد رضا خان بریلوی نے 'فوائد الفواد' سے اپنے ''حضور حضرت محبوب الٰہی'' خواجہ نظام الدین اولیاء کا ایک ارشاد نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''حضور ممدوح کے یہ ارشاداتِ عالیہ ہمارے لیے سند کافی...'' (فتاویٰ رضویہ ج۲۴ص۸۰)

(۲) بریلویوں کے امام الاصفیاء پیر جماعت علی شاہ لاثانی کے خلیفہ مجاز حکیم محمد شریف نے لکھا ہے: ''شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو شخص بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ایک مولوی وضع کا تھا اور ایک سادہ زمیندار تھا۔آپ نے بیعت کرنے پر مولوی صاحب سے فرمایا۔کہ پڑھ لا الہ الا اللہ۔شبلی رسول اللہ۔اس پر مولوی صاحب نے لاحول پڑھا اور آپ نے جھڑک دیا۔پھر زمیندار کی باری آئی۔آپ نے اس کو بھی اسی طرح فرمایا۔وہ خاموش رہا۔آپ نے زور سے فرمایا کہ بولتے کیوں نہیں۔تم بھی مولوی صاحب سے متفق ہو۔زمیندار بولا کہ میں تو آپ کو خدا تعالیٰ کے مقام پر سمجھ کر آیا تھا۔آپ ابھی تک مقامِ نبی کا ہی ذکر فرماتے ہیں۔'' (منازل الابرار ص۱۰۶)

جماعت علی شاہ کے خلیفہ حکیم محمد شریف نے اس پورے واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''الغرض یہ چیزیں طریقت کے رموز ہیں اور درست ہیں۔عوام نہیں سمجھ سکتے۔خواص اور سالکانِ طریقت کو ان چیزوں کو سمجھ کر عمل پیرا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔''

(منازل الابرار ص۱۰۶)

بریلوی پیر علی حسین شاہ نقش لاثانی کی تصدیق وتائید کے ساتھ دربارِ پیر جماعت علی شاہ لاثانی (علی پور سیداں) سے شائع ہونے والی کتاب ''انوارِ لاثانی کامل'' (ص۵۸۵) اور کتاب ''انوارِ لاثانی'' مصنفہ پروفیسر محمد حسین آسی (ص۴۶۸) میں حکیم محمد شریف کو پیر جماعت علی شاہ لاثانی کا خلیفہ تسلیم کیا گیا ہے۔

جماعت علی شاہ کے خلیفہ مجاز حکیم محمد شریف نے اپنی اس کتاب کے متعلق لکھا ہے: ''حضرت قبلہ حکیم خادم علی صاحب مدظلہ العالی جلوہ آرائے مطب برلب سڑک بنام گرامی

خادم علی روڈ بمقام سیالکوٹ نے مجموعہ افکار فقیر کا ملاحظہ اور رموزانہ بلیغ فرماتے ہوئے تہ دل سے صحت کی تاکید کی اور باشتیاق خود اشاعت کی تاکید فرمائی۔'' (منازل الابرار ص ۳)

گویا یہ کتاب ''منازل الابرار'' سیالکوٹ کے مشہور بریلوی بزرگ حکیم خادم علی کی بھی تصدیق وتائید شدہ ہے اور یہ حکیم خادم علی بریلویوں کے امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ اور بریلوی اکابرین میں سے ہیں۔ (دیکھئے تذکرۂ اکابر اہلسنت ص ۱۳۵)

۲۔ چشتی رسول اللہ (نعوذ باللہ)

① بریلویوں کے غوث الاسلام پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے لکھا ہے:

''وجودِ سالک بعینہ مظہر حقیقۃ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام شدہ در ترنم لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' سالک کا وجود بعینہ مظہر حقیقت محمدیہ ہو کر ''لا الہ الا اللہ چشتی (سالک) رسول اللہ'' کے ترنم میں آتا ہے۔ (تحقیق الحق ص ۱۲۷)

گویا بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے نزدیک ''لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' کا قائل و مترنم وہ سلوک کی منزلیں طے کرنے والا ہے جو عین حقیقت محمدیہ کا مظہر بن جائے۔

(نعوذ باللہ)

② خواجہ غلام فرید چشتی نے لکھا ہے: ''ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید بنائیں۔ فرمایا کہہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں چشتی اللہ کا رسول ہے۔'' (فوائدِ فریدیہ ص ۸۳)

خواجہ غلام فرید کی کتاب ''فوائد فریدیہ'' کے متعلق عبدالحکیم شرف قادری نے لکھا:

''مسلکِ توحید اور اعتقادی مسائل پر بہترین کتاب۔'' (تذکرۂ اکابر اہلسنت ص ۳۲۴)

③ خواجہ معین الدین چشتی نے مرید ہونے کے لئے آنے والے شخص کو کہا:

''آپ نے فرمایا کہ تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے؟ اس نے کہا لا الله الا الله محمد رسول الله۔ آپ نے فرمایا یوں کہو! لا اله الا الله چشتی رسول الله۔ اس نے اسی طرح کہا۔ خواجہ صاحب نے اسے بیعت کرلیا اور خلعت ونعمت دی اور بیعت کے شرف سے

مشرف کیا۔“ (فوائد السالکین ص ۲۷، اکبر بک سیلرز لاہور)

اس کے بعد موجود ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے وضاحت کی کہ کلمہ اصلی وہی ہے اور چشتی رسول اللہ کا کلمہ صرف مرید کا اعتقاد جانچنے کے لئے جان بوجھ کر پڑھایا گیا۔ نیز چشتی رسول اللہ کا کلمہ پڑھانے اور مرید کا اسے پڑھ لینے کے بارے میں کہا: ”چونکہ تو مرید ہونے کیلئے آیا ہے اور تجھے مجھ پر یقین کامل تھا۔ اس لئے فوراً تو نے ایسا کہہ دیا اس لئے سچا مرید ہو گیا۔ اور درحقیقت مرید کا صدق بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق اور راسخ رہے۔“ (فوائد السالکین ص ۲۷)

بریلویوں کے ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت حسن علی رضوی نے خواجہ غلام فرید کی کتاب ”فوائد فریدیہ“ سے پیش کیے گئے ”چشتی رسول اللہ“ کے کفریہ کلمہ کی وضاحت میں لکھا ہے:
”پھر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ پر کیا اعتراض ہے جبکہ یہ کلمہ اپنی تفصیل کے ساتھ ”فوائد السالکین“ ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مرتبہ خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر میں موجود ہے۔“ (برقِ آسمانی بر فتنہ شیطانی ص ۱۳۸)

بریلویوں کی معروف تنظیم ”دعوتِ اسلامی“ کے علماء و محققین پر مشتمل مجلس المدینۃ العلمیہ نے بھی ”فوائد السالکین“ کو خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات تسلیم کر رکھا ہے۔ (دیکھئے ملفوظات اعلیٰ حضرت مع تخریج و تسہیل ص ۴۲)

④ بریلویوں کے ’زبدۃ العارفین‘ میر عبدالواحد بلگرامی نے خواجہ معین الدین چشتی کے حوالے سے لکھ رکھا ہے کہ بیعت کی غرض سے حاضر ہونے والے شخص کے کمال، اعتقاد اور صدق کو آزمانے کے لیے خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے کمینے غلاموں میں سے ماننے کے باوجود کہا گیا: ”اگر تم کہو کہ ”لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ“ تو میں تمہیں مرید کرلوں۔ وہ شخص چونکہ دھن کا پکا اور سچا تھا اس نے فوراً اقرار کرلیا۔ خواجہ نے بیعت کے لیے اسے اپنا ہاتھ دیا اور اسے بیعت کرلیا۔“ (سبع سنابل ص ۲۷۸۔۲۷۹)

میر عبدالواحد بلگرامی نے ’چشتی رسول اللہ‘ کا صریح کفریہ کلمہ پڑھنے والے مرید کی

تائید کرتے ہوئے کہا: ''لہٰذا پیر کے ساتھ صدق یہی ہے کہ ظاہر و باطن کی کسی حالت پر زرہ برابر اعتراض نہ کرے۔'' (سبع سنابل ص ۲۷۹، فرید بک سٹال لاہور)

گویا اگر پیر اپنے نام کا کلمہ بھی پڑھائے تو مرید کو چاہیئے کہ پڑھ لے اور اپنے پیر پر اعتراض نہ کرے۔ إنا لله و إنا إليه راجعون.

بریلویوں کے امام احمد رضا خان بریلوی نے لکھا: ''سید سادات بلگرام حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطریقین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف سیدنا و مولانا میر عبدالواحد حسینی زیدی واسطی بلگرامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ السامی نے کتاب مستطاب سبع سنابل شریف تصنیف فرمائی کہ بارگاہِ عالم پناہ حضور سید المرسلین ﷺ میں موقع قبولِ عظیم پر واقع ہوئی۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۸۴۔۴۸۵) نیز دیکھئے فتاویٰ رضویہ (ج ۱۴ ص ۶۵۷)

عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے لکھا: ''سبع سنابل عمدہ ترین کتابے است در عقائد و تصوف ... عظیم ترین امتیاز کہ سبع سنابل را حاصل شد این است کہ درگاہِ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول و منظور شد۔'' (عظمتوں کے پاسبان ص ۱۶)

اس فارسی عبارت کا سلیس مطلب یہی ہے کہ (میر عبدالواحد بلگرامی کی کتاب) سبع سنابل عقائد و تصوف کی عمدہ ترین کتاب ہے اور اس کا عظیم ترین امتیاز یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے قبول و منظور شدہ ہے۔ (استغفر اللہ)

۳۔ انگریز رسول اللہ (نعوذ باللہ)

بریلویوں کے شیر ربانی شیر محمد شرقپوری نے غصہ میں آ کر ایک نوجوان کو کہا:

''کہو لا الٰہ الا اللہ انگریز رسول اللہ، لا الٰہ الا اللہ لندن کعبۃ اللہ....''

(انقلاب الحقیقت ص ۳۱، احوالِ مقدسہ ص ۵۰، منبع انوار ص ۸۱)

☆ کتاب 'انقلاب الحقیقت' مؤلفہ صاحبزادہ عمر بیربلوی خلیفہ مجاز شیر محمد شرقپوری

☆ کتاب 'احوالِ مقدسہ' مؤلفہ قاضی ظہور احمد اختر۔ اس کتاب پر مشہور و معروف بریلوی عالم منشاء تابش قصوری کی جانب سے مؤلف و کتاب کی تعریف و توصیف بھی موجود ہے۔

☆ کتاب 'منبع انوار' مرتبہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

عقیدہ ختم نبوت اسلام وایمان کا انتہائی اہم و بنیادی عقیدہ ہے۔ مگر فرقہ بریلویہ کی انتہائی معتبر و مستند کتب میں اس کے صریح مخالف و معارض عقائد و نظریات کی ایک سنگین تعداد پائی جاتی ہے۔ جس کے کافی ثبوت مع مکمل حوالہ جات پیش کر دیے گئے ہیں۔

''لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ''، ''لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' اور ''لا الٰہ الا اللہ انگریز رسول اللہ'' کے صریح کفریہ و گستاخانہ کلمات کی باطل تاویل میں کسی قسم کا غلبہ حال، شطح یا مستی کا مردود بہانہ بھی فضول اور نا قابلِ قبول ہے۔ کیونکہ ان تینوں کفریہ و گستاخانہ کلمات کے پڑھانے اور پڑھنے والوں کا ان خبیث کلمات کو جان بوجھ کر محض صدق اور اعتقاد کو آزمانے یا محض اپنا غصہ دکھانے کے لئے بلا اِکراہ پڑھنا پڑھانا مذکور ہے۔ نیز ان کو نقل کرنے والوں نے بھی بطور استدلال وتائید اور بطور حجت ان کفریہ و گستاخانہ کلمات کو پیش کر رکھا ہے۔

غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے لکھا ہے:

''ان تمام عبارات میں تصریح ہے کہ گستاخانہ کلمات بولنے والا جو مراد بھی بیان کرے اس سے حکم کفر ٹل نہیں سکتا۔ جو آدمی کہہ رہا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں اپنی مراد بھی بتلائے پھر بھی فقہاء اس کو کافر سمجھ رہے ہیں۔'' (عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ج ۱ص ۳۶۵)

لہٰذا ''چشتی، شبلی و انگریز رسول اللہ'' کے صریح کفریہ و گستاخانہ کلمات کہنے والے اور ان کو صحیح سمجھنے والے چاہے جو مرضی بہانے بنائیں اور جو مرضی اپنی مراد بیان کریں ان کفریہ و گستاخانہ کلمات کہنے کی وجہ سے ان پر جو حکم کفر عائد ہوتا ہے ہرگز ٹلنے والا نہیں۔

غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے ایک اور جگہ لکھا ہے:

''نیز یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جب ایک آدمی کفریہ کلمہ بولے اور کچھ لوگ اس کی تائید کریں اور اس کو کفر نہ سمجھیں تو وہ کفریہ کلمہ سب کی طرف منسوب ہوگا اور یہی سمجھا جائے گا کہ سب کا یہی عقیدہ ہے۔'' (عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ج ۲ص ۵۰)

اس بریلوی اصول سے بھی معلوم ہوا کہ ''چشتی، شبلی و انگریز رسول اللہ'' کے صریح

کفریہ و گستاخانہ کلمات کہنے والے اور ان کو بطور تائید و حجت نقل کرنے والے اور ان صریح کفریہ کلمات کو کفر نہ سمجھنے والے سب کے سب اس جرم میں شریک ہیں اور یہ کفر و گستاخی ان سب کا عقیدہ سمجھی جائے گی۔

احمد رضا خان بریلوی نے بطور حجت لکھا ہے:

''نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے، مگر نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دینگے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ص ۳۰۱)

غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ایک ہے باقی کلمات کفر کا حکم اور ایک ہے سرکار کی شان میں گستاخی کرنے کا حکم۔ تو جو آدمی سرکار کی شان میں گستاخی کرے گا وہ چاہے نشہ میں ہو یا اس کی زبان قابو میں نہ ہو پھر بھی اس کو کافر سمجھا جائے گا۔'' (عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ج ۲ص ۳۸۶)

ان متفقہ رضا خانی اصول و ضوابط سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین دوسرے کلماتِ کفر کی طرح نہیں بلکہ اس کا حکم باقی کفریات سے کہیں زیادہ درجہ سخت ہے۔ باقی کلماتِ کفر کا مرتکب اگر ہوش میں نہ ہو تو کافر قرار دیا جائے گا نہ کفر کی سزا پائے گا مگر جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی و توہین کا مرتکب ہو، وہ چاہے ہوش میں نہ ہو یا اس کی زبان قابو میں نہ ہو تب بھی معافی و خلاصی نہیں پا سکتا اور کفر کا مرتکب و کافر سمجھا جائے گا۔ اور جو جان بوجھ کر اس کفر و گستاخی کا مرتکب ہو اس کا حکم کس قدر سنگین ہوگا جاننا مشکل نہیں۔

اب آخر میں ان صریح گستاخیوں کی من گھڑت و باطل تاویلات کرنے والوں کا تسلیم شدہ بریلوی حکم ملاحظہ فرمائیں: بریلویوں کے غزالیٔ زماں احمد سعید کاظمی نے لکھا ہے:

''وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کی توہین صریح کی تاویل کر کے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔''

(گستاخ رسول ﷺ کی سزا...سرتن سے جدا ص ۴۵، فیضان اولیاء پبلی کیشنز کامونکی)

محمد ارشد کمال

جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت والی روایات کا تحقیقی جائزہ



جمعہ کے دن کو خاص کر کے نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت میں کئی روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ان روایات کی وجہ سے بہت سے لوگ اس دن خاص طور پر اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں، بلکہ بعض مساجد میں تو نمازِ جمعہ کے بعد لاؤڈ سپیکر کھول کر کئی قسم کے بناوٹی درود اجتماعی طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ آئندہ سطور میں ہم ان روایات کا تحقیقی جائزہ پیش کر رہے ہیں:

۱) سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة فإنه يوم مشهود، تشهده الملائكة و إن أحدًا لن يصلي علي إلا عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها." جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ یہ ایسا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بلا شبہ جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اور وفات کے بعد بھی؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "و بعد الموت، إن الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء فنبي الله حي يرزق."

اور وفات کے بعد بھی، بلا شبہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے اجساد (جسموں) کو کھائے، چنانچہ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق ملتا ہے۔

(ابن ماجہ، ابواب ما جاء فی الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ: ۱۶۳۷)

اس روایت کی سند منقطع ہے۔ بوصیری کہتے ہیں: "هذا إسناد رجاله ثقات إلا أنه منقطع في موضعين: عبادة بن نسي، روايته عن أبى الدرداء مرسلة قاله العلاء، و زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسلة قاله البخاري."

اس سند میں راوی ثقہ ہیں، لیکن دو جگہوں میں انقطاع ہے: عبادہ بن نسی کی سیدنا ابوالدرداء

سے روایت مرسل ہوتی ہے۔ علاء (بن الحارث) نے یہ بات کہی اور زید بن ایمن کی عبادہ بن نسی سے روایت مرسل ہوتی ہے، جیسا کہ امام بخاری نے کہا ہے۔

(انجاز الحاجۃ ۶/ ۵۲۱)

شیخ محترم حافظ زبیر علی زئی نے بھی اسے انقطاع کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۶۳۷)

۲) سیدنا اوس بن اوس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة، فيه خلق آدم و فيه النفخة و فيه الصعقة فأكثروا علي من الصلاة فيه فإن صلاتكم معروضة علي ."

جمعہ کا دن تمھارے افضل ایام میں سے ہے۔ اسی میں آدم کی تخلیق ہوئی، اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن (قیامت کی) بے ہوشی ہوگی، لہٰذا اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا جسد اطہر خاک ہو جائے گا، تب ہمارا درود کیسے آپ پر پیش کیا جائے گا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: **" إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء ."** بلاشبہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

(ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ: ۱۶۳۶، ابوداود: ۱۰۴۷، سنن نسائی: ۱۳۷۴، احمد ۴/ ۸)

گو اس روایت کو بعض اہلِ علم صحیح قرار دیتے ہیں، تاہم راجح یہی ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہی ہے۔ اسے حسین بن علی الجعفی نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے، انھوں نے ابوالاشعث الصنعانی سے اور انھوں نے سیدنا اوس بن اوس سے بیان کیا۔ بظاہر تو اس روایت کی صحت میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس کے راوی ثقہ اور مشہور ہیں جن کی احادیث کو ائمہ کرام نے قبول کیا ہے اور اسی بنا پر بعض اہل علم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، لیکن علت قادحہ اس میں یہ ہے کہ حسین بن علی الجعفی جس عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کرتے ہیں وہ

ابن جابر نہیں بلکہ ابن تمیم ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے۔ حسین الجعفی نے جب اس روایت کو بیان کیا تو اپنے استاد عبدالرحمٰن بن یزید کے دادا کے نام میں غلطی کھا گئے اور ابن تمیم کہنے کی بجائے ابن جابر کہہ دیا۔

چنانچہ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی فرماتے ہیں: ''سمعت أبي يقول : عبد الرحمن بن يزيد بن جابر ، لا أعلم أحدًا من أهل العراق يحدث عنه ، والذي عندى إن الذي يروي عنه أبو أسامة و حسين الجعفي واحد وهو عبد الرحمن بن يزيد بن تميم لأن أبا أسامة روى عن عبد الرحمن بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة خمسة أحاديث أو ستة أحاديث منكرة لا يحتمل أن يحدث عبد الرحمن بن يزيد بن جابر مثله ولا أعلم أحدًا من أهل الشام روى عن ابن جابر من هذه الأحاديث شيئًا و أما حسين الجعفي فإنه روى عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر عن أبى الأشعث عن أوس بن أوس عن النبي ﷺ في يوم الجمعة أنه قال: أفضل الأيام يوم الجمعة فيه الصعقة و فيه النفخة و فيه كذا وهو حديث منكر ، لا أعلم أحدًا رواه غير حسين الجعفي واما عبد الرحمن بن يزيد بن تميم فهو ضعيف الحديث و عبدالرحمن بن يزيد بن جابر ثقة .'' میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ میں اہلِ عراق میں سے کسی کو نہیں جانتا جس نے اس (ابن جابر) سے بیان کیا ہو اور میرے نزدیک وہ شخص جس سے ابو اسامہ اور حسین جعفی بیان کرتے ہیں، وہ ایک ہی ہے یعنی عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم۔ کیونکہ ابو اسامہ نے عبدالرحمٰن بن یزید سے اس نے قاسم سے اور اس نے ابو امامہ سے پانچ یا چھ منکر احادیث بیان کی ہیں اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر جیسا شخص ایسی احادیث کو بیان کرے اور نہ میں اہل شام میں سے کسی ایسے شخص کو جانتا ہوں جس نے ابن جابر سے اس طرح کی احادیث بیان کی ہوں۔ رہی حسین جعفی کی بات تو بلاشبہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے، انھوں نے ابوالاشعث سے، انھوں نے

سیدنا اوس بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے نبی ﷺ سے جمعہ کے دن کے متعلق روایت بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دنوں میں سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی میں (قیامت کی) بے ہوشی ہوگی اور اسی میں صور پھونکا جائے گا تو یہ حدیث بھی منکر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اسے حسین جعفی کے سوا کسی اور نے بھی بیان کیا ہو۔ یاد رہے کہ عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ضعیف الحدیث ہے، جبکہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ثقہ ہیں۔ (علل الحدیث ۱/۱۹۷)

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: " قلت : روى الكوفيون أحاديث عبد الرحمن بن يزيد بن تميم عن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر و وهموا في ذلك فالحمل عليهم في تلك الأحاديث ولم يكن ابن تميم ثقة وإلى تلك الأحاديث أشار عمرو بن علي و أما ابن جابر فليس في حديثه منكر . والله أعلم"

میں کہتا ہوں کہ کوفیوں نے عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم کی احادیث کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے بیان کیا ہے اور اس میں انھیں وہم ہو گیا اور ان احادیث کو نقل کرنے میں بھی انھیں غلطی لگی ہے اور ابن تمیم ثقہ نہیں ہے۔ ان احادیث کی طرف عمرو بن علی نے اشارہ بھی کیا ہے اور رہی بات ابن جابر کی تو ان کی کوئی حدیث منکر نہیں۔ واللہ اعلم (تاریخ بغداد ۱۱/۴۷۳)

عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم کے ترجمے میں امام بخاری لکھتے ہیں: " روى عنه أهل الكوفة: أبو أسامة و حسين الجعفي فقالوا: عبد الرحمن بن يزيد بن جابر ."

اس (ابن تمیم) سے اہل کوفہ، ابو اسامہ اور حسین جعفی نے بیان کیا تو انھوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر۔ (تحفۃ الاقویاء فی تحقیق کتاب الضعفاء للبخاری ص ۶۷)

حافظ ابن حبان بھی عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کے ترجمے میں یہی بات لکھتے ہیں: " و قد روى عنه الكوفيون أبو أسامة و الحسين الجعفي و ذووهما ." اس سے کوفیوں: ابو اسامہ اور حسین الجعفی نے بیان کیا اور دونوں کو وہم ہوا۔ (کتاب المجروحین ۲/۲۰)

خلاصہ: ان مذکورہ بالا عبارات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ اس روایت میں حسین الجعفی کو وہم ہوا ہے اور وہ اپنے استاد ابن تمیم کو ابن جابر سمجھ بیٹھے۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح علل الحدیث لابن رجب ص ۴۶۶۔۴۶۷، تحفۃ الاقویاء ص ۶۷)

۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة و ليلة الجمعة فمن صلى علي صلاة صلى الله عليه عشرًا "
مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، پس جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(فضائل الاوقات للبیہقی: ۲۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/ ۲۴۹ ح ۵۹۹۴)

یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس میں ابواسحاق السبیعی مدلس راوی ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں، نیز احمد بن محمد المہر انی اور محمد بن جعفر کے حالات مجھے نہیں ملے۔

۴) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " أكثروا علي الصلاة يوم الجمعة . " (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: ۳۷۹، الکامل لابن عدی ۴/ ۱۱۹)

یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ اس میں قتادہ مدلس ہیں اور عن سے بیان کرتے ہیں، نیز سعید بن بشیر ضعیف عندالجمہور، جبکہ رواد بن جراح کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:
" كان قد اختلط لا يكاد أن يقوم حديثه . " وہ اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور اپنی روایات کو قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ (التاریخ الکبیر ۳/ ۳۳۶)

۵) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " أكثروا علي الصلاة في يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهيدًا أو شافعًا يوم القيامة . " جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، جو ایسا کرے گا تو میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دوں گا یا شفاعت کروں گا۔

(شعب الایمان للبیہقی: ۲۸۹۷)

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ اس میں یزید الرقاشی اور درست بن زیاد القشیری دونوں ضعیف راوی ہیں۔

۶) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " من صلى علي

يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاماً." جوکوئی جمعہ کے دن مجھ پر اَسی (۸۰) مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اَسی سال کے گناہ بخش دے گا۔
میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا:
" اللّهم صلى على محمد عبدك و نبيك و رسولك النبي الأمي و تعقد واحدة ." (تاریخ بغداد ۱۵/ ۶۳۶-۶۳۷)

یہ روایت موضوع ہے۔ اس میں وہب بن داود بن سلیمان غیر ثقہ ہے۔

۷) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
" إن أقربكم مني يوم القيامة في كل مواطن أكثركم علي صلاة في الدنيا من صلى علي في يوم الجمعة و ليلة الجمعة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخرة و ثلاثين من حوائج الدنيا ثم يوكل الله بذلك ملكاً يدخله في قبري كما تدخل عليكم الهدايا يخبرني من صلى علي باسمه و نسبه إلى عترته فاثبته عندي في صحيفة بيضاء."
بے شک روز قیامت تمام مواقع پر میرے زیادہ قریب تم میں سے وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہے۔ جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پڑھا، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی، جبکہ تیس دنیا کی۔ پھر اللہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کرے گا، وہ اسے میری قبر میں ایسے داخل کرے گا جیسے تم پر تحفے داخل کئے جاتے ہیں۔ وہ فرشتہ مجھے اس شخص کے بارے میں بتائے گا جس نے مجھ پر درود پڑھا ہوگا، اس کے نام کے بارے میں اور اس کے نسب کے بارے میں۔ چنانچہ اسے اپنے پاس سفید صحیفے میں محفوظ کرلوں گا۔ (فضائل الاوقات: ۲۷۶، شعب الایمان: ۲۸۹۹، تاریخ دمشق ۵۴/ ۳۰۱)
یہ روایت موضوع ہے۔ اس کی سند میں حکامہ بنت عثمان بن دینار ہے، جس کے متعلق امام ابن حبان فرماتے ہیں:" حكامة لا شيئ ." (کتاب الثقات ۷/ ۱۹۴)
امام عقیلی عثمان بن دینار کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:" تروى عنه حكامة ابنته

أحاديث بواطيل ليس لها أصل ." عثمان بن دینار سے اس کی بیٹی حکامہ ایسی باطل احادیث بیان کرتی ہے، جن کی کوئی اصل نہیں۔

مزید فرماتے ہیں:" أحاديث حكامة تشبه حديث القصاص ليس لها أصول."
حکامہ کی روایتیں قصہ گو واعظین کی روایتوں سے مشابہ ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(کتاب الضعفاء ۳/۹۳۶-۹۳۷)

۸) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" الصلاة علي نور على الصراط فمن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفرله ذنوب ثمانين عامًا ." مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نور ہوگا تو جس نے جمعہ کے روز مجھ پر اَسی مرتبہ درود پڑھا تو اس کے اَسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین: ۲۲، السلسلۃ الضعیفۃ: ۳۸۰۴)

شیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:"اس سند میں علی بن زید وغیرہ ضعیف راوی ہیں، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔" (فضائل درود وسلام ص ۲۱)

۹) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" أكثروا علي من الصلاة في كل يوم جمعة فإن صلاة أمتي تعرض علي في كل يوم جمعة فمن كان أكثرهم علي صلاة كان أقربهم مني منزلة ."

ہر جمعے کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ بے شک میری امت کا درود جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، سو تم میں سے جس کا درود زیادہ ہوگا، یعنی جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا ، اس کا مرتبہ بھی میرے نزدیک زیادہ ہوگا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۲۵۴ ح ۵۹۹۵)

یہ روایت سخت ضعیف ہے، اس میں حسن بن سعید الموصلی کے حالات تلاش بسیار کے باوجود ہمیں نہیں ملے، نیز اس کا استاد ابراہیم بن حجاج جو دراصل ابراہیم بن حبان یا حیان ہے۔

شیخ البانی فرماتے ہیں:" وما أظن الحجاج إلا تحريف حيان ." (الضعیفۃ ۶/۴۳۲)

ابراہیم بن حبان ہو یا حیان ہر دو سخت ضعیف ہیں۔ (دیکھیں المغنی فی الضعفاء ۱/۲۴)

۱۰) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " أكثروا الصلاة علي في الليلة الزهراء و اليوم الأزهر فإن صلاتكم تعرض علي ."
روشن رات (شب جمعہ) اور روشن دن (یوم جمعہ) میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، بلاشبہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ۱/۸۴ح ۲۴۱)

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: " رواه الطبراني في الأوسط و فيه عبد المنعم بن بشير الأنصاري وهو ضعيف ." اور اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا اور اس میں عبدالمنعم بن بشیر ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ۲/ ۳۱۷)

بلکہ تحقیق راجح میں عبدالمنعم بن بشیر سخت ضعیف و مجروح راوی ہے، لہٰذا یہ سند سخت ضعیف ہے۔

۱۱) سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
" أكثروا الصلاة علي في يوم الجمعة فإنه ليس يصلي علي أحد يوم الجمعة إلا عرضت علي صلاته ." جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ جو بھی جمعہ کے روز مجھ پر درود بھیجتا ہے، اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(شعب الایمان: ۲۸۹۵، حاکم ۲/ ۴۲۱)

یہ روایت ضعیف ہے، اس میں ابورافع اسماعیل بن رافع ضعیف الحفظ ہے۔

حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: " و ضعفه الجمهور الأئمة ."
اور جمہور اماموں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۲/۸ ۷)

۱۲) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تمھارے نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
" أكثروا الصلاة علي نبيكم في الليلة الغراء و اليوم الأزهر ليلة الجمعة و يوم الجمعة ." تم اپنے نبی پر روشن رات (شب جمعہ) اور روشن دن (یوم جمعہ) میں کثرت سے درود پڑھا کرو۔ (شعب الایمان: ۲۸۹۸)

امام بیہقی فرماتے ہیں: " هذا إسناد ضعيف مرة ." یہ سند سخت ضعیف ہے۔

اس کی سند میں راوی عمرو بن شمر الجعفی منکر الحدیث اور شدید مجروح ہے۔

۱۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من صلی علي یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القیامة و معه نور لو قسم ذلك النور بین الخلق کلهم لوسعهم." جس نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک ایسا عظیم الشان نور ہوگا، اگر وہ نور ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کافی ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/ ۴۷ ح ۱۱۳۲۷، ترجمہ ابراہیم بن ادھم)

یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں محمد بن عجلان مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

۱۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "إن للّٰہ عزوجل ملائكة في الأرض خلقوا من النور لا یهبطون إلا لیلة الجمعة و یوم الجمعة بأیدیهم أقلام من ذهب و دواة من فضة و قراطیس من نور لا یکتبون إلا الصلاة علی النبي ﷺ." اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں، وہ صرف جمعہ کی رات اور دن کو زمین پر اترتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دوات اور نور کی بیاض ہوتی ہیں، وہ صرف نبی ﷺ پر پڑھا گیا درود ہی لکھتے ہیں۔ (مسند الفردوس: ۶۸۰)

اس موقوف روایت کو دیلمی نے بغیر سند کے بیان کیا ہے، یعنی یہ روایت بے سند ہونے کی وجہ سے ناقابلِ حجت ہے۔

۱۵) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "من صلی علی النبي ﷺ یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القیامة و علی وجهه من النور نور یقول الناس: أي شيء کان یعمل هذا؟" جس نے جمعہ کے دن سو مرتبہ نبی ﷺ پر درود پڑھا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور میں سے ایک نور ہوگا۔ لوگ (تعجب سے) کہیں گے کہ یہ کون سا عمل کیا کرتا تھا؟ (شعب الایمان: ۲۹۰۰)

یہ موقوف روایت بھی ضعیف ہے، اس میں محمد بن عجلان مدلس ہیں اور اسے عن سے بیان کیا ہے، نیز ابو فاطمہ اور ابو یحییٰ کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

۱۶) سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" من صلى على يوم الجمعة مأتي صلاة غفرله ذنب مأتي عام ."

جس نے جمعہ کے دن مجھ پر دوسو مرتبہ درود پڑھا، اس کے دوسو سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اس روایت کے متعلق سخاوی کہتے ہیں: **" أخرجه الديلمي ولا يصح ."**

اسے دیلمی نے روایت کیا اور یہ صحیح نہیں ہے۔ (القول البدیع ص ۱۹۶)

خلاصہ: معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کے بارے میں جتنی بھی روایات بیان کی جاتی ہیں، وہ سب کی سب بلحاظِ سند ضعیف ہیں، ان میں سے کوئی ایک روایت بھی مرفوع یا موقوف بسند صحیح یا حسن لذاتہ ثابت نہیں۔

واللّٰہ أعلم بالصواب و علمه أتم و أكمل (۲۸/ ستمبر ۲۰۱۱)

شہداء کے اجسام

سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ (بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) نے مدینے میں اپنے گورنر کی طرف لکھ بھیجا کہ وہ اُحد (پہاڑ) تک ایک چشمہ جاری کروادے تو گورنر نے جواب دیا: یہ چشمہ شہیدوں کی قبروں کے پاس سے ہی گزر سکتا ہے تو انھوں (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا کہ اسے جاری کر دو۔

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **" فرأيتهم يخرجون على رقاب الرجال كأنهم رجال نوّم ، حتى أصابت المسحاة قدم حمزة عليه السلام فانبعثت دمًا ."**

پس میں نے دیکھا: ان (شہداء) کے اجسام (قبروں سے) لوگوں کی گردنوں پر نکالے جاتے تھے گویا کہ وہ (شہداء) سو رہے ہیں، حتیٰ کہ (سیدنا) حمزہ علیہ السلام کے قدم پر (کسی کھودنے والے کا) بیلچہ لگ گیا تو ان کے قدم سے خون جاری ہو گیا تھا۔

(المخلصیات ۳/ ۴۰-۴۱ ح ۱۹۶۳، وسندہ حسن، ومن طریقہ ابن الجوزی فی المنتظم ۳/ ۱۸۳)

حافظ زبیر علی زئی

ساتویں دن کے بعد عقیقہ کرنا جائز ہے

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسوله الأمین، أما بعد:

یہ بالکل صحیح ہے کہ بچہ بچی پیدا ہونے پر ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون ہے، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اگر ساتویں دن کسی عذر کی وجہ سے عقیقہ نہ ہو سکے تو زندگی میں جب بھی موقع ملے عقیقہ کر لینا چاہئے۔ اس مسئلے کی دو دلیلیں پیشِ خدمت ہیں:

۱) امام طبرانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" حدثنا أحمد قال: حدثنا الهيثم قال: حدثنا عبد اللّٰه عن ثمامة عن أنس: أن النبي (ﷺ) عق عن نفسه بعد ما بعث نبيًّا. "

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ بے شک نبی (ﷺ) نے نبی مبعوث ہونے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔

(المعجم الاوسط ۱/ ۲۹۸ ح ۸۸۳ شاملہ)

اس حدیث کی سند حسن لذاتہ ہے اور یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

۱: مشکل الآثار للطحاوی (۳/ ۴۶ ح ۸۸۳)

عن الحسن بن عبد اللّٰه بن منصور البالسي عن الهيثم بن جميل به.

۲: المختارۃ للضیاء المقدسی (۲/ ۳۵۱ ح ۱۸۳۳)

من حديث أبي حاتم الرازي: ثنا عمرو بن محمد الناقد: ثنا الهيثم بن جميل به.

۳: المحلی لابن حزم (۷/ ۵۲۸)

من حديث إبراهيم بن إسحاق السراج: ثنا عمرو بن محمد الناقد به.

اب اس سند کے راویوں کی مختصر و جامع توثیق درج ذیل ہے:

۱: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی مشہور

۲: ثمامہ (بن عبداللہ) بن انس رحمہ اللہ

جمہور نے آپ کی توثیق کی ہے، اور آپ صحیح الحدیث وحسن الحدیث راوی ہیں۔

آپ کی بیان کردہ روایات صحیح بخاری (۹۴۵۳، ۱۰۱۰) وغیرہ میں موجود ہیں۔

و قال الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله : صدوق .

(تقریب التہذیب: ۸۹۴ ودرجہ ع/ الکتب الستۃ)

نیز دیکھئے صحیح البخاری (۹۴، ۹۵، ۱۵۱۷، ۲۴۸۷...)

وصحیح مسلم (۲۰۲۸، ترقیم دارالسلام: ۵۲۸۶)

۳: عبداللہ بن المثنیٰ بن انس رحمہ اللہ

آپ جمہور کے نزدیک موثق راوی اور حسن الحدیث ہیں۔

آپ پر بعض کی جرح مرجوح ہے۔

صحیح بخاری میں آپ کی درج ذیل روایات موجود ہیں:

۹۴، ۹۵، ۱۰۱۰، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۲۴۸۷.....

نیز دیکھئے مفتاح صحیح البخاری (ص ۹۴)

۴: ہیثم بن جمیل الانطاکی رحمہ اللہ

آپ صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ اہلِ حدیث تھے۔ جمہور نے آپ کی توثیق کی ہے اور آپ پر امام ابن عدی وغیرہ کی جرح مرجوح و ناقابلِ سماعت ہے، نیز آپ پر اختلاط کا الزام باطل ہے۔

۵: ہیثم بن جمیل رحمہ اللہ سے یہ حدیث درج ذیل راویوں نے بیان کی ہے:

اول: احمد بن مسعود الدمشقی المقدسی الخیاط رحمہ اللہ

آپ سے ابوعوانہ نے صحیح ابی عوانہ میں روایت بیان کی اور ضیاء المقدسی نے آپ کی حدیث کو صحیح قرار دیا، یعنی آپ حسن الحدیث ہیں۔

دوم: حسن بن عبداللہ بن منصور البالسی رحمہ اللہ

آپ سے امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ میں روایت بیان کی (ح ۲۹۲، ۲۴۱۱)

سوم: عمرو بن محمد الناقد رحمہ اللہ

یہ صحیحین کے راوی اور ثقہ حافظ تھے۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ سند حسن لذاتہ اور حجت ہے۔

اس حدیث کے بارے میں بعض علماء کی خاص تحقیق درج ذیل ہے:

۱: ضیاء المقدسی نے المختارہ میں اسے درج کر کے صحیح قرار دیا۔

۲: حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: "**فالحدیث قوي الإسناد**" پس (یہ) حدیث بلحاظ سند قوی ہے۔ (فتح الباری ۹/۵۹۵)

حافظ ہیثمی کے کلام کے لئے دیکھئے مجمع الزوائد (۴/۹۴ ح ۶۲۰۳)

معاصرین میں سے شیخ البانی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا:

"**وھذا إسناد حسن** ..." اور یہ سند حسن ہے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ ۶/۲۲۵ ح ۲۷۲۶)

اس حدیث سے یہ مسئلہ صاف ثابت ہے کہ اگر کسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو بعد میں جب موقع ملے (مثلاً چالیس سال کے بعد بھی) عقیقہ کرنا جائز ہے اور اسے ناجائز قرار دینا غلط ہے۔

۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((**کل غلام مرتھن بعقیقتہ**.)) ہر بچہ اپنے عقیقے کی وجہ سے رہن رہتا ہے۔

(منتقی ابن الجارود: ۹۱۰ وسندہ حسن)

یاد رہے کہ ساتویں روز عقیقہ کرنے والی روایت صحیح ہے اور جس روایت میں چودہ اور اکیس دن کا ذکر ہے، وہ روایت ضعیف ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام ۲/۱۸۴۔۱۸۵)

بہتر اور مستحب یہی ہے کہ ساتویں دن ہی عقیقہ کیا جائے، لیکن فقرہ نمبر ۱، اور فقرہ نمبر ۲ (**کل غلام مرتھن بعقیقہ**) کی رُو سے ساتویں دن کے بعد بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

جب ہر بچہ عقیقے کی وجہ سے رہن رہتا ہے تو ہر رہن کو چھڑانا بھی چاہئے اور شرعی عذر وغیرہ سے رہ جانے والے انسانوں کو چاہئے کہ جب موقع ملے عقیقہ کر کے بچے کو اس رہن سے چھڑوالیں۔

ابن حزم اندلسی نے لکھا ہے:

اگر ساتویں دن عقیقے کا جانور ذبح نہ کر سکے تو اس کے بعد جب بھی اس فرض کی ادائیگی پر وہ استطاعت رکھے تو ایسا (یعنی بچے کا عقیقہ) کر لے۔ (المحلی ۶/۲۲۶)

اس قول کا کوئی بھی مخالف نہیں، بلکہ ابن القیم وغیرہ اس کے موید ین میں سے ہیں اور اس قول کے صحیح ہونے پر (ہمارے علم کے مطابق) اجماع ہے۔ واللہ اعلم

خلاصۃ التحقیق: اگر کسی عذر کی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ کی سنت پر عمل نہ ہو سکے تو پھر جب بھی زندگی میں موقع ملے عقیقہ کر لینا چاہئے اور یہی راجح وصواب ہے۔

(۲۸/ستمبر ۲۰۱۱ء)

بے دلیل عمل مردود ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((**من فعل أمرًا ليس عليه أمرنا فهو رد .**)) جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم موجود نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔ (الخلصیات ۱/۲۹۴ ح ۴۳۹ وسندہ حسن/ الجزء الثالث، وانظر صحیح مسلم: ۱۷۱۸ ب)

مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" **يا أيها الناس! إيا كم و الكذب فإن الكذب مجانب للإيمان** "

اے لوگو! جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ یقیناً ایمان سے علیحدہ ہے۔

(مسند احمد ۱/۵ ح ۱۶، وسندہ صحیح، الخلصیات ج ۱ ص ۳۹۹ ح ۶۷۸ وسندہ حسن)

حافظ زبیر علی زئی

قربانی کے احکام و مسائل (بادلائل)

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

اس مختصر و جامع مضمون میں قربانی کے بعض احکام و مسائل بادلائل پیشِ خدمت ہیں:

قربانی سنت موکدہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج (عیدالاضحیٰ) کے دن ہم سب سے پہلے نماز پڑھیں گے، پھر واپس آکر قربانی کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

جس نے ایسا کیا تو ہماری سنت کو پالیا اور جس نے (نماز سے) پہلے ذبح کرلیا تو اس کی قربانی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری باب سنۃ الأضحیۃ ح ۵۵۴۵)

بعض علماء کے نزدیک قربانی واجب ہے، لیکن اس پر اُن کے پاس کوئی صریح دلیل نہیں، جبکہ صحیح مسلم کی حدیث (۱۹۷۷، ترقیم دارالسلام: ۵۱۱۹) سے قربانی کا عدمِ وجوب ثابت ہے، نیز سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے نزدیک قربانی واجب نہیں ہے۔

(دیکھئے معرفۃ السنن والآثار ۷/ ۱۹۸، وسندہ حسن)

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: قربانی سنت ہے واجب نہیں ہے اور جو شخص اس کی طاقت رکھے تو مجھے پسند نہیں ہے کہ وہ اسے ترک کردے۔ (موطأ امام مالک ۲/ ۴۸۷)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: قربانی کرنا سنت ہے (اور) میں اسے ترک کرنا پسند نہیں کرتا۔ (کتاب الام ج ۱ ص ۲۲۱)

ثابت ہوا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر نمازِ عید کے بعد قربانی کرنا سنت موکدہ ہے اور شرعی عذر کے بغیر قربانی نہ کرنا ناپسندیدہ ہے۔

بعض منکرینِ حدیث نے بہت سے عقائد و مسائل ضروریہ کے انکار کے ساتھ، قربانی

کے سنت ہونے کا بھی انکار کر دیا ہے، حالانکہ قربانی کا ثبوت احادیث صحیحہ متواترہ بلکہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ (مثلاً دیکھئے سورۃ الصافات: ۱۰۷، الحج: ۳۴، الانعام: ۱۶۲)

قربانی کا اصطلاحی مفہوم

عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد پہلے دن یا قربانی کے دنوں میں بھیمۃ الانعام (مثلاً بکری، بھیڑ، گائے اور اونٹ) میں سے کسی جانور کو شرعی طریقے پر بطورِ قربانی وتقرب ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔

تنبیہ: شہر ہو یا گاؤں ہو، نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

قربانی کرنے والے کے لئے اہم شرائط

۱) قربانی کرنے والے کا صحیح العقیدہ مسلمان ومتبعِ کتاب وسنت ہونا اور شرک، کفر و بدعات سے پاک ہونا ضروری ہے اور جس کا عقیدہ خراب ہو، اس کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہے۔ قرآن، حدیث اور اجماع کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہر وقت اپنے ایمان وعمل کا خاص خیال رکھیں۔

۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرے تو اسے اپنے بال اور ناخن تراشنے سے رُک جانا چاہئے۔ (صحیح مسلم: ۱۹۷۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کرنے والے شخص کو یکم ذوالحجہ سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال نہیں کاٹنے چاہئیں اور ناخن نہیں تراشنے چاہئیں۔

اگر کسی کا ناخن ٹوٹ جائے یا ایسی خرابی ہو جائے کہ ناخن تراشنا ضروری ہو تو پھر ایسا کرنا جائز ہے جیسا کہ اجماع سے ثابت ہے۔

۳) ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا: اگر مجھے صرف مادہ جانور (دودھ دینے والا) قربانی کے لئے ملے تو کیا میں اس کی قربانی کرلوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن تم ناخن اور بال کاٹ لو، مونچھیں تراش لو اور شرمگاہ کے بال مونڈ لو تو اللہ کے ہاں یہ تمھاری پوری قربانی ہے۔ (سنن ابی داود: ۲۷۸۹ وسندہ حسن)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ اگر یکم ذوالحجہ سے لے کر نمازِ عید تک بال نہ کٹوائے اور ناخن نہ تراشے تو اسے پوری قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ سبحان اللہ

قربانی کا مقصد

قربانی کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ مطہرہ پر خلوصِ نیت سے عمل کرنا ہے اور ان شاء اللہ اس کا بہت بڑا ثواب ملے گا۔

قربانی کے جانور کی شرائط

کس قسم کے جانور کی قربانی کرنی چاہئے اور اس کی کیا شرائط ہیں؟ مختلف فقروں اور نمبروں کی صورت میں اس کی تفصیل پیشِ خدمت ہے:

۱) قربانی صرف مُسنہ یعنی دوندے جانور کی ہی جائز ہے اور اگر تنگی کی وجہ سے دوندا نہ مل سکے تو پھر بھیڑ (دنبے) کا جذعہ (ایک سال کے دنبے) کی قربانی جائز ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۱۹۶۳)

تنگی سے مراد صرف یہ ہے کہ مارکیٹ اور منڈی میں پوری کوشش اور تلاش کے باوجود دوندا جانور نہ مل سکے۔

۲) حدیث سے ثابت ہے کہ چار جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے:

۱: واضح طور پر کانا جانور ۲: واضح طور پر بیمار ۳: واضح طور پر لنگڑا

۴: اور بہت زیادہ کمزور جانور جو کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۲۸۰۲ وسندہ صحیح)

۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگ کٹے جانور کی قربانی سے

منع فرمایا ہے۔

امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: ایسا جانور جس کا آدھا سینگ یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔ (سنن ترمذی: ۱۵۰۴، وقال: حسن صحیح)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا: (قربانی کے جانور میں) آنکھ اور کان دیکھیں۔ (سنن ترمذی: ۱۵۰۳، وقال: حسن صحیح)

اس پر اجماع ہے کہ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (المجموع شرح المہذب ۸/۴۰۴)

امام خطابی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) نے فرمایا: اس حدیث (جو فقرہ نمبر ۲ میں گزر چکی ہے) میں یہ دلیل ہے کہ قربانی (والے جانور) میں معمولی نقص معاف ہے۔

(معالم السنن ۲/۱۹۹)

عبید بن فیروز (تابعی) نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ (صحابی) سے کہا: مجھے ایسا جانور بھی ناپسند ہے جس کے دانت میں نقص ہو۔

انھوں نے فرمایا: تمھیں جو چیز بُری لگے اسے چھوڑ دو اور دوسروں پر اُسے حرام نہ کرو۔

(سنن ابی داود: ۲۸۰۳ وسندہ صحیح)

تنبیہ: اگر کسی جانور کے سینگ پر معمولی رگڑ ہو یا اس کے اوپر والی ٹوپی ٹوٹ گئی ہو تو امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ کی مذکورہ روایت کی رُو سے اس کی قربانی جائز ہے۔

(نیز دیکھئے متفرق مسائل فقرہ نمبر ۸)

قربانی کی کھالیں

قربانی کی کھالیں مسکین لوگوں میں تقسیم کر دیں، جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ والی حدیث سے ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۱۳۱۷)

ذبح کرنے والے یا قصاب کو اُجرت میں قربانی کی کھالیں دینا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اُجرت میں قربانی کا گوشت دینا بھی جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

گوشت کی تقسیم

قربانی کا سارا گوشت خود کھانا یا ذخیرہ کر لینا جائز ہے اور اس کے تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے لئے ، ایک غریب مسکین لوگوں کے لئے اور ایک رشتہ داروں دوستوں کے لئے مخصوص کرنا بھی جائز ہے، بلکہ یہ بہتر ہے۔ (نیز دیکھئے سورۃ الحج کی آیت نمبر ۲۸، ۳۶)

قربانی کے حصے اور شراکت

بکری اور دُنبے بھیڑ کا صرف ایک حصہ ہوتا ہے، لیکن گائے ، بیل اور اونٹ اونٹنی میں سات حصے صحیح حدیث سے ثابت ہیں اور ایک حسن روایت سے اونٹ، اونٹنی میں دس حصوں کا بھی ثبوت ہے۔ (دلیل کے لئے دیکھئے صحیح مسلم: ۱۳۱۸، سنن ترمذی: ۱۵۰۱، وقال: حسن غریب)

تنبیہ: صرف صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر سات یا دس حصوں میں شراکت ہو سکتی ہے اور اہلِ بدعت، گمراہ وضال مضل لوگوں کے ساتھ مل کر بھی قربانی نہیں کرنی چاہئے اور نہ ایسے گمراہوں کے کسی عمل کا کوئی وزن ہے، بلکہ ایسے لوگوں کے تمام اعمال ھباءً منثورًا کر کے ہوا میں اُڑا دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

متفرق مسائل

آخر میں قربانی کے بارے میں کئی متفرق مسائل فقرات کی صورت میں پیشِ خدمت ہیں:

۱) جانور کو ذبح کرتے وقت تسمیہ وتکبیر (بسم اللہ واللہ اکبر) کہنا سنت سے ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۱۹۶۶، صحیح بخاری: ۵۵۶۴)

صرف بسم اللہ پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۱۹۶۷)

۲) پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی بھی کافی ہے۔ (سنن الترمذی: ۱۵۰۵، وقال: حسن صحیح)

اور گھر کے دوسرے افراد بھی قربانیاں کر سکتے ہیں۔

۳) میت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں اور اس بارے میں جو روایت آئی ہے، اس کی سند شریک قاضی و حکم بن عتیبہ مدلسین کی عن سے روایت اور ابوالحسن کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ یا کسی میت کی طرف سے قربانی کرے تو اس کا سارا گوشت اور کھال وغیرہ صدقہ کر دے۔

۴) قربانی کا جانور پہلے سے خرید کر اسے کھلا پلا کر موٹا کرنا جائز ہے۔

(دیکھئے تغلیق التعلیق ۶/۵ وسندہ صحیح)

۵) عیدگاہ میں قربانی کرنا جائز ہے اور عیدگاہ کے باہر مثلاً اپنے گھر میں یا گھر سے باہر وغیرہ میں قربانی کرنا بھی جائز ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۵۵۵۲، ۵۵۵۱)

۶) قربانی کا جانور خود ذبح کرنا سنت ہے اور دوسرے سے ذبح کروانا بھی جائز ہے۔

(دیکھئے موطأ امام مالک، روایۃ ابن القاسم بتحقیقی: ۱۴۵)

۷) اگر مسنون یا نفلی قربانی کا جانور گم ہو جائے تو جانور کے مالک کی مرضی ہے کہ دوسرا جانور لے کر قربانی کرے یا قربانی نہ کرے۔ (دیکھئے السنن الکبریٰ ۹/ ۲۸۹ وسندہ صحیح)

۸) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قربانی کے جانوروں میں ایک کانی اونٹنی دیکھی تو فرمایا: اگر یہ خریدنے کے بعد کانی ہوئی ہے تو اس کی قربانی کر لو اور اگر خریدنے سے پہلے یہ کانی تھی تو اسے بدل کر دوسری اونٹنی کی قربانی کرو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۹/ ۲۸۹ وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ اگر قربانی کا جانور خرید لیا جائے اور اس کے بعد اس میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔

۹) اگر قربانی کا ارادہ رکھنے والا کوئی شخص ناخن یا بال کٹوا دے اور پھر قربانی کرے تو اس کی قربانی ہو جائے گی، لیکن یہ شخص گناہ گار ہوگا۔ (الشرح الممتع ۳/ ۴۳۰)

۱۰) اگر کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کی جائے تو ذبح کرتے وقت اس آدمی کا نام لیتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ یہ قربانی اُس کی طرف سے ہے۔

تنبیہ: اس سلسلے میں تفصیلی دلائل و مسائل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (۲/۲۱۱۔۲۱۹)

۱۱) خصی جانور کی قربانی جائز ہے اور اس کے ناجائز ہونے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔

۱۲) اگر کسی آدمی کو اللہ نے مال و دولت عطا کیا ہوا ہے تو وہ کئی قربانیاں کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے اس عمل سے غرباء و مساکین اور عام مسلمانوں کا فائدہ ہوگا۔

۱۳) گائے کا گوشت کھانا بالکل حلال ہے اور کسی قسم کی کسی بیماری کا کوئی خطرہ نہیں ہے اِلا یہ کہ کوئی شخص بذاتِ خود ہی بیمار ہو۔ جس روایت میں آیا ہے کہ گائے کے گوشت میں بیماری ہے، وہ روایت ضعیف ہے اور اسے صحیح قرار دینا غلط ہے۔

۱۴) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم (۳۶۰، دارالسلام: ۸۰۲) کی حدیث سے ثابت ہے اور دوسرا گوشت مثلاً گائے، بکری اور بھیڑ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۱۵) قربانی کا اصل مقصد یہ ہے کہ تقویٰ حاصل ہو، لہٰذا ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ (دیکھئے سورۃ الحج: ۳۷)

۱۶) قربانی کے جانور (مثلاً گائے) میں عقیقے کے حصے شامل کر دینا جائز نہیں اور یاد رہے کہ عقیقے میں صرف بکرا بکری یا بھیڑ دنبے ذبح کرنا ہی ثابت ہے، لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ عقیقہ علیحدہ کرنا چاہئے اور قربانی علیحدہ کرنی چاہئے۔

جھوٹ بولنے، غیبت کرنے، چغلی کھانے اور ہر قسم کے کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور ہمارے اعمال اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین

وما علینا إلا البلاغ

جامعۃ الامام البخاری، مقامِ حیات سرگودھا

(۸/ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

Monthly **ZARB-E-HAQ** Sargodha

اغراض ومقاصد

- قرآن وحدیث، اجماعِ امت اور اجتہادِ شرعی کی ترویج واشاعت
- صحیح احادیث کا پرچار اور ضعیف سے قطعی اجتناب
- عقیدۂ توحید (توحیدِ الوہیت، توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ الاسماء والصفات) کا محدثین کے منہج کے مطابق احیاء وترویج
- باطل اور گمراہ فرقوں کا مدلل ومبرہن رد
- صحابہ کرام اور محدثین وائمہ دین کے ساتھ محبت کی رغبت
- خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد کی طرح مثالی اور اسلامی معاشرہ کا قیام
- جیسا کہ امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ (م ۱۵۷ھ) فرماتے ہیں:

عليك بآثار من سلف و إن رفضك النّاس ، و إيّاك و رأي الرّجال و إن زخرفوه بالقول ، فإن الأمر ينجلي و أنت على طريق مستقيم .

تو سلف (محدثین) کے آثار کو لازم پکڑ، اگرچہ تجھے لوگ چھوڑ دیں، تو (بدعتی) لوگوں کی آراء سے بچ، اگرچہ وہ ان کو باتوں کے ساتھ مزین کریں، کیونکہ بلاشبہ معاملہ صاف ہے اور تو صراطِ مستقیم پر ہے۔

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ٦، الشریعة للآجری: ١٢٧، وسندہٗ صحیح)

قارئین کرام! ماہنامہ "ضربِ حق" آپ کا اپنا مجلّہ ہے۔ اس کی سلسلہ وار اور بخوبی اشاعت کے لیے دامے، درمے، سخنے، قدمے، قلمے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

www.jamiabukhari.com E-Mail:jamia.imam.bukhari@gmail.com